احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ **الفضل** ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴ — فون: ۴۴۹ — ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۷۸/۴۳ | بدھ: ۱۹-رجب ۱۴۱۳ھ، ۱۳ صلح ۱۳۷۲ ہش، ۱۳-جنوری ۱۹۹۳ء | نمبر ۱۱

توکّل کرنیوالے کبھی ضائع نہیں ہوتے

توکّل کرنے والے اور خدا تعالیٰ کی طرف جھکنے والے کبھی ضائع نہیں ہوتے جو آدمی صرف اپنی کوششوں میں رہتا ہے اسکو سوائے ذلّت کے اور کیا حاصل ہو سکتا ہے جب سے دنیا پیدا ہوئی ہمیشہ سے سنت اللہ یہی چلی آتی ہے کہ جو لوگ دنیا کو چھوڑتے ہیں وہ اس کو پاتے ہیں اور جو اس کے پیچھے دوڑتے ہیں وہ اس سے محروم رہتے ہیں۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"ہزاروں آدمی ہیں کہ ان بیچاروں کو دنیوی مشکلات کی وجہ سے استطاعت نہ ہونے کے باعث قادیان میں آنا دشوار ہے اور انہوں نے بذریعہ خطوط ہی بیعت کی ہوئی ہے۔ بیعت کرنے سے مطلب بیعت کی حقیقت سے آگاہ ہونا ہے۔ ایک شخص نے روبرو ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت کی۔ اصل غرض اور غایت کو نہ سمجھا یا پرواہ نہ کی تو اس کی بیعت بے فائدہ ہے اور اس کی خدا کے سامنے کچھ حقیقت نہیں۔ مگر دوسرا شخص ہزار کوس سے بیٹھا بیٹھا صدق دل سے بیعت کی حقیقت اور غرض و غایت کو مان کر بیعت کرتا ہے اور پھر اس اقرار کے اوپر کاربند ہو کر اپنی عملی اصلاح کرتا ہے وہ اس روبرو بیعت کر کے بیعت کی حقیقت پر نہ چلنے والے سے ہزار درجہ بہتر ہے۔"

ملفوظات جلد پنجم صد ۵۷

خدا تعالیٰ کی معیت سے بڑھ کر اور کوئی معیت نہیں

اقتباس از خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ۔ الاوّل

"جب میں بچہ تھا میں نے اپنے شہر میں اس آیت کریمہ کا وعظ سنا تھا۔ تین چار مہینے اس کا وعظ ہوتا رہے (بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا) متقیوں کے ساتھ اللہ ہوتا ہے کسی کے ساتھ کسی کا باپ ہے کسی کے ساتھ باپ اور ماں دونوں ہیں کسی کے ساتھ اس کے بھائی ہیں کسی کے ساتھ اس کے دوست کسی کو اپنے جتھے پر ناز ہے۔ غرض معیت کے سوا انسان کبھی خوش حال نہیں ہو سکتا۔ میں نے دیکھا ہے۔ بیوی ہو تب انسان خوش ہوتا ہے۔ حاکم ہو، فوج ہو، مال و اسباب ہو، جب جا کر خوشی حاصل ہوتی ہے۔ معیت کا انسان متوالا ہے۔ میری طبیعت میں محبت کا مادہ ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ محبت بھی معیت کو چاہتی ہے۔ بطال لوگوں میں محبت کا مادہ ہو تو وہ بھی معیت کے متوالے ہوتے ہیں۔ صوفیوں میں ان بطال لوگوں کے متعلق بحث بھی ہے مگر اس سے انکار نہیں کہ معیت کی تڑپ سب میں ہے۔ انسان جب سرد ملکوں میں جاوے تو گرم کپڑوں کی معیت۔ ریل کا سفر کرے تو پیسوں کی معیت چاہیئے۔

غرض انسان معیت بغیر کچھ بھی نہیں مگر خدا کی معیت سے بڑھ کر بھی کوئی معیت نہیں ہو سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر وقت موجود ہے۔ سوتے جاگتے۔ پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم میری معیت چاہتے ہو تو تقویٰ اختیار کرو۔ تقویٰ میں تمام عقائد صحیحہ اور اعمال صالح آجاتے ہیں۔ چنانچہ اس کے ساتھ ہی (وہ احسان کرنے والے ہیں) فرمایا۔ اور احسان یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی ایسی عبادت کرتا کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو یا کم از کم یہ کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔"

(از خطبہ فرمودہ ۱۸ اپریل ۱۹۱۰ء)

اہلِ ربوہ اور وقفِ عارضی

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی فرماتے ہیں:-

"ربوہ میں مکان بنانے والوں کے لئے کچھ شرائط ہوں گی، جن کی پابندی لازمی ہوگی۔ مثلاً ربوہ میں مکانات بنانے والوں اور دوکانیں کھولنے والوں کے لئے یہ بات لازمی ہوگی کہ وہ سال میں ایک ماہ خدمتِ دین کے لئے وقف کریں۔ جو شخص دینی خدمت کے لئے سال میں ایک ماہ نہیں دے گا اسے ربوہ میں رہنے کی ضرورت نہیں۔"

ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد
وقفِ عارضی —— ربوہ

تقریبِ شادی

مکرم محمود احمد صاحب گلزار ابن مکرم داؤد احمد صاحب گلزار لندن کی تقریب شادی ہمراہ مکرمہ لبنیٰ مظفر صاحبہ بنت مکرم مظفر احمد صاحب ظفر سٹیٹ مینیجر شاہ تاج شوگر مل کے ساتھ مبلغ ڈیڑھ لاکھ حق مہر پر ۲۵ دسمبر ۱۹۹۲ء کو شاہ تاج شوگر ملز منڈی بہاؤ الدین میں منعقد ہوئی۔ مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد بارات کے ساتھ تشریف لے گئے اور نکاح کا اعلان کیا اور بعد میں رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا بھی کروائی۔

بارات میں از راہِ شفقت صاحبزادی امۃ الباسط صاحبہ اہلیہ مکرم میر داؤد احمد صاحب بھی تشریف لے گئیں اور شادی کے موقع پر مستورات میں انہوں نے ہی دعا کروائی۔

مورخہ ۲۶ دسمبر ۹۲ء کو دفتر انصار اللہ مرکزیہ پاکستان کے احاطہ میں دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا جس میں خاندان حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے اکثر احباب و خواتین نے شرکت فرمائی۔

دعوت ولیمہ پر رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے دعا کروائی۔

مکرم محمود احمد صاحب گلزار حضرت مولانا قدرت اللہ صاحب سنوری کے پوتے اور محترمہ لبنیٰ ظفر صاحبہ مکرم ظفر احمد صاحب کاہلوں کی نواسی ہیں۔

احباب رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کریں۔

شعبہ صحت / نمایاں کامیابی

مکرم رانا اقبال احمد ابن مکرم رانا کرامت اللہ خان صاحب نے امسال انجنیئرنگ یونیورسٹی پشاور میں مسلسل چوتھی بار سالانہ ٹیبل ٹینس چیمپئن شپ جیت کر یونیورسٹی کا نیا ریکارڈ قائم کیا ہے۔ دعا کی التماس ہے کہ اللہ تعالیٰ مزید نمایاں کامیابیاں عطا فرمائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۳ صلح ۱۳۷۲ ہش ۱۳ جنوری ۱۹۹۳ء

اچھے کام کی بنیاد

خدا تعالیٰ کو ماننا دل اور زبان سے بھی ہو سکتا ہے اور اس کا ماننا دل اور زبان کے بغیر بھی ہو سکتا ہے اگرچہ اس میں فرق تو بہت زیادہ ہے۔ زمین اور آسمان کے فرق سے بھی زیادہ لیکن بات اس طرح درست ہے کہ جو شخص دہریہ ہے وہ نہ دل سے خدا کو مانتا ہے نہ زبان سے۔ لیکن ماننا وہ ضرور ہے۔ جب کسی دہریہ نے اس بات پر اصرار کیا کہ وہ تو خدا کو نہیں مانتا اس پر یہ بات کیوں چسپاں کی جائے کہ وہ خدا کو مانتا ہے تو خدا کو دل اور زبان سے ماننے والے نے کہا کہ اچھا یہ بتاؤ تم اچھے کام کیوں کرتے ہو اور برے کام سے اجتناب کیوں کرتے ہو۔ اگر خدا نہیں اور پوچھ گچھ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تو پھر مزے لو۔ برے سے برا کام کرو اور اس میں جو لذت ہے اس سے محروم نہ رہو۔ اچھے کام کرنے اور برے کام سے گریز کرنے سے انسانی فطرت یہ گواہی دیتی ہے کہ ایسا کسی ہستی کے لئے کیا جاتا ہے۔ انسان مانے یا نہ مانے لیکن حقیقت یہی ہے۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ ہم تو اچھے کام اس لئے کرتے ہیں کہ ہم ایسا کرنے کو اچھا سمجھتے ہیں لیکن اچھا کیوں سمجھتے ہیں جس معاشرہ میں آپ پیدا ہوتے رہیں اور جس میں پلے بڑھے ہیں وہ بعض کاموں کو اچھا سمجھتا ہے اور ان کے کرنے کی تلقین کرتا ہے اور وہ اکثر اوقات خدا کا ذکر کئے بغیر ایسا کرتا ہے۔ چنانچہ اس معاشرہ کا ہر شخص اچھے کام کو اچھا سمجھتا ہے۔ چاہے وہ خدا کو مانے یا نہ مانے۔ آخر انسان خلا میں تو پیدا نہیں ہوتا نہ پیدا ہو کر خلا میں پلتا بڑھتا ہے۔ وہ ماحول کا اثر لیتا ہے۔ بعض اوقات مثبت اثر لیتا ہے اور بعض اوقات منفی۔ لیکن وہ جو کچھ بھی ہے ماحول کی پیداوار ہے۔

انسان اچھا کام کرے اور خدا کو بظاہر مانے بغیر کرے۔ تو کام تو اچھا ہی رہے گا اور اس کا اچھا نتیجہ بھی اس کے سامنے آئے گا لیکن اس اچھے نتیجہ سے آگے بھی کچھ ہے اور وہ ہے ثواب۔ خدا کی رضامندی اور خدا کی طرف سے اجر۔ یہ رضامندی اور یہ اجر اسی صورت میں مل سکتا ہے کہ انسان خدا کو دل سے مانے اور زبان سے اقرار کرے۔ گویا کہ اچھے کام کا دوہرا اجر ہوگیا ایک تو اچھے کام کا اچھا نتیجہ جو ہر شخص کیلئے ہے اور دوسرا اچھے کام کا ثواب جو ان لوگوں کیلئے ہے جو دل اور زبان سے خدا کو مانتے ہیں۔

بہرحال چونکہ ہر شخص کسی نہ کسی رنگ میں خدا تعالیٰ کے وجود کا قائل ہے اس لئے کم از کم اتنا تو ہونا چاہیئے کہ ہم سب اچھے اچھے ہی کام کریں۔

آواز نے احاطہ کیا شش جہات کا
آنے لگا ہے لطف ہمیں بات بات کا
جذبات کی جھلک بھی ہے چہرے کے ساتھ ساتھ
پیغام زندگی ہے اشارہ بھی ہاتھ کا

ــــــ ابوالاقبال

○

خواب میرا تھا مگر تعبیر اس کی ہو گئی
میرا جلسہ تھا مگر تقریر اس کی ہو گئی

اپنی ہی جاگیر میں ہوں اب مزارع کی طرح
میرے ورثے کی جو تھی جاگیر اس کی ہو گئی

خون میں دیتا رہا تکمیل کی خاطر مگر
جب مکمل ہو گئی تصویر اس کی ہو گئی

اس سے بڑھ کر اور کیا ہے سانحہ تاریخ کا
عشق تو میں نے کیا تشہیر اس کی ہو گئی

میرے دروازے پہ اپنے نام کی تختی لگا کر
وہ سمجھتا ہے کہ یوں تعمیر اس کی ہو گئی

ہیرو منظر میں نہیں ہے اور ولن ہے ہر طرف
یوں بظاہر کارگر تدبیر اس کی ہو گئی

شیخ جس تحریر کا سب سے بڑا دشمن رہا
کیسے اکبر آج وہ تحریر اس کی ہو گئی

اکبر حمیدی

خدا کے حضور بچے کو پیش کرنا ایک بہت ہی اہم واقعہ ہے

جن والدین نے اپنے بچے تحریک وقفِ نو میں پیش کئے ہیں ان کو مخاطب کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا:۔

”خدا کے حضور بچے کو پیش کرنا ایک بہت ہی اہم واقعہ ہے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے اور آپ یاد رکھیں کہ وہ لوگ جو خلوص اور پیار کے ساتھ قربانیاں دیا کرتے ہیں وہ اپنے پیار کی نسبت سے ان قربانیوں کو سجا کر پیش کیا کرتے ہیں۔ قربانیاں اور تحفے دراصل ایک ہی ذیل میں آتے ہیں۔ آپ بازار سے شاپنگ کرتے ہیں۔ عام چیز جو گھر کے لئے لیتے ہیں اسے باقاعدہ خوبصورت کاغذوں میں لپیٹ کر اس کے گرد لپیٹے جانے والے فیتوں سے سجا کر آپ کو پیش نہیں کیا جاتا لیکن جب آپ یہ کہتے ہیں کہ یہ ہم نے تحفہ لینا ہے تو پھر دکاندار بڑے اہتمام سے اس کو سجا کر پیش کرتا ہے۔ پس قربانیاں تحفوں کا رنگ رکھتی ہیں اور ان کے ساتھ سجاوٹ ضروری ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا بعض لوگ تو مینڈھوں اور بکروں کو بھی خوب سجاتے ہیں اور بعض تو ان کو زیور پہنا کر پھر قربان گاہوں کی طرف لے کر جاتے ہیں پھولوں کے ہار پہناتے ہیں اور کئی قسم کی سجاوٹیں کرتے ہیں؟ (خطبہ فرمودہ ۱۰ فروری ۱۹۸۹ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی

علمی مسائل

اصل بات یہ ہے کہ جب مدینہ والوں اسلام کی خبر ہوئی اور ایک حج کے موقعہ پر کچھ اہل مدینہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور آپؐ کی صداقت کے قائل ہو گئے تو انہوں نے واپس جا کر اپنی قوم سے ذکر کیا کہ جس رسول کی آمد کا مدینہ میں رہنے والے یہودی ذکر کیا کرتے تھے وہ مکہ میں پیدا ہو گیا ہے اس پر ان کے دلوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رغبت پیدا ہو گئی۔ اور انہوں نے دوسرے حج پر ایک وفد بنا کر آپؐ کی طرف بھجوایا۔ اس وفد نے جب آپؐ سے تبادلہ خیالات کیا تو آپؐ پر ایمان لے آیا۔ اور آپؐ کی بیعت کر لی چونکہ اس وقت مکہ میں آپؐ کی شدید مخالفت تھی یہ ملاقات ایک وادی میں مکہ والوں کی نظروں سے پوشیدہ ہوئی اور وہیں بیعت بھی ہوئی۔ اس لئے اسے بیعت عقبہ کہتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو مدینہ کے مومنوں کی تنظیم کے لئے افسر مقرر کیا اور اسلام کی اشاعت کی تاکید کی اور ان کی امداد کے لئے اپنے ایک نوجوان صحابی مصعب ابن عمیر کو بھجوایا تاکہ وہ وہاں کے مسلمانوں کو دین سکھائیں۔ (سیرت ابن ہشام جلد اول)
یہ لوگ جاتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعوت بھی دے گئے کہ اگر مکہ چھوڑنا پڑے تو آپ مدینہ تشریف لے چلیں۔ جب یہ لوگ واپس گئے تو تھوڑے ہی عرصہ میں مدینہ کے لوگوں میں اسلام پھیل گیا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ اور صحابہ کو مدینہ بھجوا دیا۔ جن میں حضرت عمرؓ بھی تھے۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوئم)
اس کے بعد ہجرت کا حکم ملنے پر آپؐ خود وہاں تشریف لے گئے۔ اور آپؐ کے جاتے ہی بہت تھوڑے عرصہ میں وہ سب اہل مدینہ جو مشرک تھے مسلمان ہو گئے

اسلام کے مدینہ میں پھیلنے سے پہلے مدینہ کی یہ حالت تھی کہ اس میں دو عرب قبیلے بستے تھے جن کا نام اوس اور خزرج تھا۔ اور تین یہودی قبیلے بستے تھے جن کا نام بنو قریظہ۔ بنو نضیر اور بنو قینقاع تھا۔ یہودی گو مالدار تھے اور علوم دنیوی سے آراستہ لیکن تھے اقلیت میں اور ارد گرد کی عرب آبادی کو ملا کر اور بھی کمزور ہو جاتے تھے اس وجہ سے انہوں نے مدینہ میں دنیوی سیاست کا جال پھیلا رکھا تھا۔ اور "اختلاف پیدا کر اور حکومت کر" کی سیاسی چال پر عمل پیرا تھے۔ آئے دن اوس اور خزرج میں لڑائیاں کرواتے رہتے تھے اور مدینہ کے امن کو خراب کرتے رہتے تھے اسلام کے مدینہ میں آنے کے قریب زمانہ میں مدینہ کے لوگوں کو اس حالت کا احساس پیدا ہوا۔ اور انہوں نے اپنی حالت پر غور کرنا شروع کیا۔ آخر بعض لوگوں نے یہ تجویز کی کہ اس فتنہ کے سدباب کی ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ مدینہ میں ایک منظم حکومت قائم کی جائے اور اپنے میں سے کسی شخص کو بادشاہ تجویز کر لیا جائے۔ یہ خیال زور پکڑ گیا اور مدینہ کے مشرک لوگ ایک بادشاہ کے انتخاب پر متفق ہو گئے۔ آخر ایک شخص عبداللہ ابن ابی ابن سلول پر جو خزرج قبیلہ کا ایک رئیس تھا۔ سب کا اتفاق ہوا۔ عام رواج کے مطابق اس کے لئے ایک تاج بنوانے کا بھی فیصلہ ہوا۔ مگر ابھی تاج بنوانے کی تیاری ہو رہی تھی کہ ان تک اسلام کی آواز پہنچ گئی۔ اور انہوں نے محسوس کیا کہ ان کی مشکلات کا علاج اسلام ہے نہ کہ بادشاہت اور وہ جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے آخر کار مسلمان ہو گئے۔ قوم کا شدید اخلاص اسلام کی طرف دیکھ کر عبداللہ ابن ابی ابن سلول اور اس کے ساتھی بھی اس کا مقابلہ نہ کر سکے۔ اور اس وقت یہ خیال نہیں آیا کہ اسلام کی حکومت کے قیام سے ان کی حکومت بالکل جاتی رہے گی۔ لیکن جب اسلامی نظام قائم ہوا تو ان لوگوں کی سمجھ میں یہ بات آئی کہ اب کسی خاص دنیوی وقار کی تمنا ایک خواب پریشاں ہو چکی ہے۔ چنانچہ اس احساس کے بعد جو خفیف سا لگاؤ بھی اسلام سے تھا جاتا رہا۔ اور اسلام کی مخالفت دل میں پیدا ہو گئی۔ مگر ادھر قوم کی بڑی اکثریت اسلام کی شیدا ہو چکی تھی۔ اس وجہ سے ظاہر میں یہ لوگ اسلام سے باہر بھی نہ نکل سکتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ظاہر میں تو یہ لوگ مسلمان بنے رہے مگر اندر ہی اندر ریشہ دوانیاں شروع کیں۔ ابتدا میں تو سابق عادت کے مطابق یہود سے مخفی دوستی گانٹھ کر اسلام کو نقصان پہنچانے کی تجویزوں میں مشغول ہوئے اور کفار مکہ سے تعلق پیدا نہ کیا کیونکہ قومی تعصبات کی وجہ سے وہ ان سے تعلق پیدا کرنے کو پسند نہ کرتے تھے۔ حتیٰ کہ اُحد کی جنگ کے موقعہ پر یہ منافقین کفار مکہ کا مقابلہ کرنے کے لئے مسلمانوں کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض احکام سے ناراض ہو کر راستہ میں سے واپس لوٹ آئے۔
(سیرت ابن ہشام جلد دوئم)

اس کے بعد یہود کی انگیخت کی وجہ سے اور مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی طاقت سے متاثر ہو کر انہوں نے اپنے پرانے قومی تعصب کو بھی بھلا دیا اور کفار مکہ سے بھی ساز باز شروع کر دی مگر پھر بھی ظاہری تعلقات کو قائم رکھنے کے لئے ان کے سردار مختلف جنگوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جاتے رہتے تھے۔ گو ہمیشہ مسلمانوں کو باہم لڑوانے کے منصوبے کرتے تھے۔

قرآن کریم کے متعدد مقامات پر ان منافقوں کا ذکر آتا ہے۔ اور ان کی آخری شرارت وہ تھی جو انہوں نے فتح مکہ کے بعد کفار مکہ کی طاقت سے مایوس ہو کر قیصر کی حکومت سے ساز باز کر کے کرنی چاہی اس کے نتیجہ میں غزوہ تبوک کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جانا پڑا آخر اس میں بھی ان کو مایوسی ہوئی اور شاید اسی صدمہ سے عبداللہ ابن ابی ابن سلول تبوک کے واقعہ کے دو ماہ بعد مر گیا۔ اور اس پارٹی کا شیرازہ بکھر گیا اور کچھ لوگ تو سچے دل سے مسلمانوں میں شامل ہو گئے اور باقی گمنامی میں ہلاک ہو گئے۔

شذرات

متحدہ عرب امارات سے واپسی

متحدہ عرب امارات نے گذشتہ دنوں کئی سو افراد جن کا تعلق دیگر ممالک سے ہے کو ملک بدر کر دیا ہے۔ ان میں تقریباً ۱۵۰۰ پاکستانی بھی شامل ہیں۔ اگرچہ وزارت خارجہ سر توڑ کوشش کر رہی ہے کہ ان ملک بدر کئے جانے والے افراد کو (جو پاکستانی ہیں) واپس متحدہ عرب امارات میں جانے کی اجازت دے دی جائے لیکن اس میں خاطر خواہ کامیابی نہیں ہوئی۔ بلکہ کہا جاتا ہے کہ ۵۰۰ مزید پاکستانی متحدہ عرب امارات سے واپس پاکستان بھیج دیئے جائیں گے۔ پہلے جب حکومت پاکستان کی ابوظہبی سے گفت و شنید ہوئی تھی تو بتایا گیا تھا کہ جتنے لوگوں کو ملک سے نکالنا تھا وہ نکالے جا چکے ہیں۔ باقی لوگ جو حراست میں لئے گئے تھے انہیں بھی عنقریب چھوڑا جا رہا ہے۔ لیکن ایسا لگتا ہے کہ متحدہ عرب امارات نہ تو کسی کو واپس لینے پر تیار ہیں اور نہ مزید ایسے افراد کو اپنی ریاست میں رہنے دینا چاہتا ہے اسے اس بات پر اصرار ہے کہ بیرونی جھگڑوں کو متحدہ عرب امارات میں نہ لایا جائے۔ بابری مسجد کا سانحہ بے شک المناک ہے۔ اور ساری دنیا کے مسلمانوں کے دل اس سے مجروح ہوئے ہیں لیکن اگر متحدہ عرب امارات میں بیرونی ممالک کے مسلمان ہندوؤں اور عیسائیوں پر حملے شروع کر دیں اور ان کے مندر اور گرجے گرانے کے درپے ہوں تو اس بات کو کسی صورت بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔ متحدہ عرب امارات نے اس لحاظ سے بہت اچھا نمونہ دکھایا ہے کہ وہ اس قسم کے جھگڑوں کو ہوا نہیں دینا چاہتی لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ پاکستانیوں کو ملک بدر کرنا ہی اس کا حل نہیں انہیں واپس لے لینا چاہیئے اور انہیں ایک بار سختی سے یہ بات سمجھا دینی چاہیئے کہ وہ اس قسم کے مناقشات کے لئے متحدہ عرب امارات کو آماجگاہ نہ بنائیں۔ اُمید ہے سختی سے سمجھانے کے بعد ایسے واقعات رونما نہیں ہوں گے۔ اگرچہ متحدہ عرب امارات نے یہ بھی کہا تھا کہ ان لوگوں کو متحدہ عرب امارات سے ملک بدر کر دینے کی وجہ سے حکومتوں کے آپس کے تعلقات خراب نہیں ہوں گے لیکن یہ بیان زیادہ قابل اعتناء نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جنہیں نکالا گیا ہے وہ بہر حال اپنے ملک میں بھی اس بات پر احتجاج کریں گے اور حکومت کی یہ پریشانی متحدہ عرب امارات سے تعلقات کی بہتری میں روک بنے گی۔

(متحدہ عرب امارات کی طرف سے بتایا گیا ہے کہ جن لوگوں کو نکالا گیا ہے وہ صرف وہی لوگ ہیں جن کے پاس رہائش کے منظوری کا غذات موجود نہیں تھے۔ مزید یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جس عرصے میں ایک ہزار پاکستانی واپس آئے ہیں اس عرصے میں پانچ ہزار مزید پاکستانی وہاں پہنچے ہیں)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عزیز احمد

فرنٹیئر پوسٹ کا ایک خط

کس نے کیا کہا

یہ ایک خط کا ترجمہ ہے جو مکرم عزیز احمد صاحب نے ایڈیٹر فرنٹیئر پوسٹ کو لکھا اور جو اس اخبار کی ۲۹ر دسمبر کی اشاعت میں شائع کیا گیا۔

مذہبی متشدد لوگ ایک دفعہ پھر چاہتے ہیں کہ پاکستان کے ان شہریوں کا ایک اور بنیادی حق غصب کر لیں جو مسلمان نہیں ہیں مسٹر جسٹس ریٹائرڈ جاوید اقبال اُن چند روشن دماغ لوگوں میں سے ہیں جو اپنے قانونی علم اور اپنے یقین کے حوصلے کی ہم آہنگی سے اُن متشدد لوگوں کی مذمت کرتے ہیں۔ جنہوں نے ملک کو تمسخر کا بار بار نشانہ بنایا ہے اور اُن کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ ایک دفعہ پھر حقوقِ انسانی کے عالمی ڈیکلریشن (جس پر ہم نے دستخط ثبت کئے ہوئے ہیں) کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر جاوید اقبال جیسے دانشور جو ماحول پر تاریخی اور قانونی تناظر میں نظر رکھتے ہیں کو اس بات کا علم ہے کہ غیر دانشمندانہ تشریحات سے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے اسلام اور انسانی اقدار کے خلاف کی جاتی ہیں نے کتنا نقصان پہنچایا ہے۔

تمام مورخین اور قانون دانوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ موجودہ نسل کو بتلائے کہ قرآنی تعلیم جس میں یہ کہا گیا ہے کہ مذہب کے معاملے میں کوئی زبردستی نہیں کی جائے گی کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اندرونی خلفشار اور نوکِ شمشیر پر دعوت الی اللہ کرنے سے اسلام پر یہ الزام لگوایا ہے کہ یہ مذہب غیر روادار ہے

جسٹس جاوید اقبال نے مُلّا کو اس بات کا مجرم قرار دیا ہے کہ اُس نے سیاسی اور مالی مفاد کے لئے اسلام کا نام استعمال کیا ہے۔ آپ نے ایسا کرنے کے لئے ۱۹۵۳ء کی شورش کا ذکر کیا ہے جو بظاہر تو ایک مذہبی فرقے کے خلاف برپا کی گئی تھی لیکن اسے بعض سیاسی لوگوں نے مذہبی لوگوں کو استعمال کرتے ہوئے غیر مستقل مزاج خواجہ ناظم الدین کو وزارتِ عظمٰی سے ہٹانے کے لئے کیا تھا اُس وقت جو تعصبات بھرپور شکل میں ظاہر ہو رہے تھے اُن کا ایک قانونی مظاہرہ یوں ہوا کہ انہیں روکنے کے لئے ایک زبردست روشن خیال قانونی مداخلت کی گئی۔ ۱۹۵۳ء کے پنجاب میں فسادات کے متعلق منیر کیانی رپورٹ ہمیشہ اس بات کے لئے یادگار رہے گی کہ تاریخی انشقاق اور سیاسی میکاولی اور غیر معروف مذہبی لوگ جن کی پشت پر عوام الناس ہوتے ہیں اور اسی طرح بعض سیاست کے کارندے اور بعض دانشور بھی جو دوسروں سے کٹے ہوئے ہوتے ہیں نے کیا کیا۔

وقت کا یہ تقاضا ہے کہ کسی پچھلے کمرے کی الماری میں رکھی ہوئی اس رپورٹ کو نکالا جائے اور اس پر پڑی ہوئی گرد کو جھاڑ کر پڑھا جائے اور اسے نشر کیا جائے اور اس میں جو تنبیہات ہیں جن کا تعلق حکومت کے ایسے احکامات سے ہے جو مذہبی اختلافات کو مٹانے کے لئے دیئے جاتے ہیں اُن سے لوگوں کو آگاہی حاصل ہو۔

اس کے بیس سال بعد ذوالفقار علی بھٹو کے دَور میں مذہب کو ایک دفعہ پھر اسی طرح استعمال کیا گیا۔ ایک چھوٹے سے ریلوے اسٹیشن پر ایک معمولی جھگڑا (جو کروایا گیا یا از خود ہو گیا اور یہ وہ بات ہے جس کا اس لئے کبھی علم نہ ہو سکے گا کہ صمدانی رپورٹ کو کبھی پبلک میں نہیں پیش کیا گیا)۔ اس چھوٹے سے جھگڑے کی بناء پر مذہبی منافرت کو ہوا دی گئی اس شرارت کا آغاز ہوتا تھا کہ اس نے آگے بڑھنا شروع کر دیا۔ اس شرارت کو فرو کرنے کے لئے وزیر اعظم نے دستور میں تبدیلی کر کے اس جماعت کو جس کے خلاف ۱۹۵۳ء میں احتجاج کیا گیا تھا، دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا مہذب دُنیا کی دستور کی تاریخ میں غالباً ایسی ترمیم کی اور کوئی مثال نہیں ملتی۔

مسٹر بھٹو کی توقعات تو یہ تھیں کہ وہ مُلّا کو اس ترمیم سے اپنا طرف دار بنا لیں گے اور چھوٹی مذہبی سیاسی طاقتوں جو اس کی حکومت کے سیکولر ہونے کو چیلنج کرتی تھیں اور ان کے اپنے رہن سہن کے طریق اور اُن کی اپنی اقدار کی بھی مخالف تھیں کیونکہ وہ قدامت پسند مسلمانوں کی بجائے مغرب کے زیادہ قریب تھے۔

۱۹۷۷ء کے انتخابات میں جب پیپلز پارٹی نے بہت بھاری اکثریت سے انتخاب جیت لئے تو وہی عناصر جنہیں مسٹر بھٹو مطمئن کرنا چاہتے تھے اور وہ قائد کے بتائے ہوئے اصولوں کے خلاف ایسا کر رہے تھے نے سڑکوں پر آ کر انہیں حکومت سے محروم کر دیا۔ اور پھانسی کے پھندے تک پہنچا دیا۔ انہیں ایک شرابی، اسلام اور پاکستان کا دشمن قرار دے دیا۔ اُن کی یہ بات کہ وہ شراب پیتے ہیں غریبوں کا خون نہیں پیتے، پریس نے اور عوام الناس نے خوب اُچھالی۔ اُن کے خلاف جو مہم چلائی گئی اُس کے پیش رو مذہبی لوگ تھے۔ اس مہم نے ایک لمبے عرصے کی غلط حکومت کا راستہ تیار کر دیا۔ یہ حکومت اُس شخص کی تھی جسے بھٹو نے چیف آف آرمی سٹاف مقرر کیا تھا۔

جنرل ضیاء الحق نے مارشل لاء کا اعلان کر دیا اور بھٹو کو حراست میں لے کر پھانسی کے تختے پر چڑھا دیا۔ ایسا کرنے کے باوجود عوام الناس میں کوئی اشتعال پیدا نہ ہوا۔ جنرل ضیاء اپنے آپ کو ایک باعمل مسلمان پیش کرتے ہوئے قومی اور عالمی سٹیج پر فخر کے ساتھ گھومتے رہے اور یہ دعویٰ کرتے رہے کہ پاکستان میں اسلامی نظام کا نفاذ کریں گے اور ساری دُنیا کے مسلمانوں کو متحد کر دیں گے۔ مذہبی لوگوں نے جو کچھ بھٹو سے حاصل کیا تھا اُس نے انہیں اس بات پر مائل کر دیا کہ وہ جنرل ضیاء کو بھی ان کی اپنی تعریف پر مجبور کر دیں گے۔

اُس وقت یہ افواہ گردش کر رہی تھیں کہ چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جو اپنے آپ کو قدامت پرست سُنی کہتے ہیں دراصل قادیانی ہیں۔ یہ باتیں خاصی زوردار تھیں انہوں نے ضیاء کو بنیادوں سے ہلا دیا اور یہ ثابت کرنے کے لئے وہ نہ صرف قادیانی نہیں ہیں بلکہ قادیانیوں سے نفرت کرتے ہیں انہیں بعض باتوں پر مجبور کر دیا اگرچہ اس بات کو خاصے زوردار الفاظ میں اُس کے اپنے دوستوں نے نشر کیا جس سے جنون کی سی کیفیت پیدا ہو گئی۔ اگرچہ پہلے بھی دو دفعہ ایسا ہو چکا تھا لیکن اس دفعہ حکومت نے بھی اس کی تائید کی اور مادی ذرائع نے بھی۔ سپریم کورٹ نے بیگم نصرت بھٹو کے کیس (پی ایل جے ۱۹۷۸ء ایس سی ۷۴) ضیاء کی حکومت پر مہر تصدیق ثبت کر دی اُس وقت یہ ایک معروف نظریہ کے ماتحت کیا گیا لیکن تھا یہ متنازعہ فیہ۔ چیف جسٹس نے فوجی انقلاب کو درست قرار دیا لیکن کہا اعلیٰ عدالتیں مارشل لاء کے ہر حکم پر غور کر سکیں گی۔ اس وقت ضیاء نے اپنے اقتدار پر یہ دباؤ تسلیم کر لیا۔

البتہ پہلا ہی موقع ملنے پر سپریم کورٹ کے اعتبار کو ٹھیس پہنچا دی اور سپریم کورٹ کو ۲۴ر مارچ ۱۹۸۱ء کو ایک دستوری حکم نامے سے آزادی کے بعض پہلوؤں سے محروم کر دیا۔

اس حکم کے پیرا گراف نمبر ۱۷ کی رو سے اعلیٰ عدالتوں کے چیف ججز اور ججوں کو پابند کیا گیا کہ وہ ایک وقت مقررہ کے اندر ایک دیئے گئے خاص فارم پر حلف اٹھائیں گے اور اگر وہ ایسا نہ کریں تو وہ اپنے عہدہ سے فارغ کر دیئے جائیں گے۔ کچھ ججوں کو وہ فارم دیئے ہی نہ گئے۔ بعض نے وہ حلف اٹھانے سے انکار کر دیا لیکن ان میں سے اکثریت نے اپنے عہدوں پر برقرار رہنے کے لئے وہ حلف اٹھا لیا۔ حالانکہ نئی صورت حال میں نصرت بھٹو کیس کی وجہ سے جو ان کو حقوق حاصل ہوئے تھے وہ ان سے محروم ہو گئے۔

فروری ۱۹۷۹ء میں ضیاء الحق نے چار ایسے آرڈیننس جاری کئے جو کہ نہ صرف قانونی سقم رکھتے تھے بلکہ قرآن اور سنت کے بکلّی خلاف تھے۔ ان میں اس نے بزعم خود اسلام کے تعزیری قوانین نافذ کئے تھے۔

ایک آرڈیننس (نمبر ۷) بھی اسی وقت جاری کیا گیا جس نے قرآن کی نص صریح اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قطعی حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے زنا کے مقدمات کو قابل دست اندازی پولیس قرار دے دیا۔ جس سے پاکستانی خواتین کی عزت اور حفاظت کو اس محکمہ کی دست برد میں دے دیا گیا جو ہمیشہ سے اپنی کرپشن اور الزامات کو ثابت کرنے کے لئے جھوٹی گواہیاں بنانے میں بدنام زمانہ ہے۔

اور اب اگر شناختی کارڈ میں مذہب

باقی صٹ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات ——— نون سین

افغانستان کی مشکلات

امریکہ کے ایک ماہرِ وسطی ایشیا نے کہا ہے کہ اگر افغانستان کے اندرونی جھگڑے ختم نہ ہوئے تو اس بات کا بہت امکان ہے کہ یہ ایک اور بوسنیا بن جائے۔ اس ماہر کا نام بارنٹ روبن (BARNETT RUBIN) ہے جو کولمبیا یونیورسٹی کے وسطی ایشیا کی سٹڈی کے مرکز کے ڈائریکٹر ہیں۔ انہوں نے ایک خط میں جو نیویارک ٹائمز میں شائع ہوا ہے یہ بات کہی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ کوئی شخص یہ نہیں سوچتا کہ افغانستان میں بھی فوجیں بھیجنے کی ضرورت ہے۔ عالمی طور پر افغانستان کی حالت کے متعلق بہت کم بات کی جارہی ہے۔ اسے ۲ ملین ڈالر اس ۱۸۰ ملین ڈالر کی اپیل میں سے وصول ہوئے ہیں جو اقوام متحدہ نے افغانستان کے لئے کی تھی۔ روبن نے کہا کہ افغانستان جہاں علاقائی جھگڑے ایک سرد جنگ کی صورت اختیار کئے ہوئے ہیں۔ یہ ایک بعد از سرد جنگ کی ریاست کے ٹوٹنے کا نتیجہ ہے اس معاملے پر ایک عالمی کانفرنس منعقد کی جانی چاہیئے۔ بلکہ یہ مطالبہ تو اقوام متحدہ میں کیا گیا تھا لیکن اس کا جواب نہیں ملا۔ پروفیسر اینکس ارماکورا جو اقوام متحدہ کے افغانستان کے معاملے میں خصوصی رپورٹ تیار کرنے والے ہیں نے بھی متنبہ کیا ہے کہ افغانستان میں یوگوسلاویہ کی طرح کے حالات پیدا ہو سکتے ہیں اگرچہ دیگر ممالک نے افغانستان کو اس منزل پر پہنچا دیا ہے جہاں وہ اس وقت ہے لیکن یہ ممالک اب افغانستان کے حالات کو بہتر بنانے اور اس کی مشکلات کے حل کے لئے کچھ نہیں کر سکتے۔

پاکستان لاء کمیشن

پاکستان لاء کمیشن نے ایک پریس نوٹ کے ذریعہ بتایا ہے کہ تمام عدالتوں کو یہ اختیارات دینے کی تجویز حکومت کو پیش کی گئی ہے کہ تحقیقات کے دوران یا مقدمے کی سماعت کے دوران کوئی جھوٹی شہادت پیش کرے تو اُسے سزا دی جا سکے۔

یہ پریس نوٹ کمیشن کی چار روزہ میٹنگ کے بعد جاری کیا گیا۔ اس میٹنگ کی صدارت پاکستان کے چیف جسٹس محمد افضل ظلہ نے کی اور اس میں شرکت کرنے والوں میں جسٹس فضل الٰہی خان چیف جسٹس پشاور ہائی کورٹ، جسٹس منور احمد مرزا چیف جسٹس بلوچستان ہائی کورٹ، جسٹس منظور حسین سیال لاہور ہائی کورٹ کے سینئر جج مسٹر خالد اسحاق، ایس ایم ظفر سپریم کورٹ کے ایڈووکیٹ اور کمیشن کے سیکرٹری محمد ذکاءاللہ نے شرکت کی۔ اس میٹنگ میں یہ تجاویز پیش کی گئیں کہ اگر کوئی پولیس افسر اپنے فرائض سے بڑھ کر کوئی بات خلافِ قانون کرے تو اسے روکا جا سکے۔ کسی گواہ کی غلط گواہی کی شرارت کو خارج از امکان بنایا جائے سیکشن ۴۷۶ کریمینل پروسیجر کورٹ میں ایک ترمیم منظور کی گئی جس کے ذریعے تمام عدالتوں کو اختیار دیا گیا کہ جھوٹی شہادت سے جو عوام الناس کے حصول انصاف میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے اُسے دور کیا جائے۔ اور قانون کے مطابق سزا دی جا سکے۔ ایک نئی شق سیکشن ۵۹ A کورٹ میں شامل کرنے کے لئے منظور کی گئی اس کے ماتحت پولیس کی زیرِ حراست کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ اپنے کسی رشتے دار، دوست یا واقف کار کو جو اُس کی بہبود کا خیال رکھ سکے اطلاع دے سکے۔ البتہ اگر ایسا کرنے سے مقدمے پر بُرا اثر پڑ سکے تو سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس کے عہدے کا افسر اس اجازت کو روک سکتا ہے اس بات پر تشویش کا اظہار کیا گیا کہ ملزم کو مجسٹریٹ کی عدالت لازمی طور پر سیکشن ۱۶۷ (۴) کے مطابق پولیس کو ریمانڈ دیا جاتا ہے۔ لیکن اس کی شرائط پوری نہیں کی جاتیں اب مجسٹریٹ کے حکم نامے پر فوری کے الفاظ لکھے جایا کریں گے تاکہ ریمانڈ کی رپورٹ فوری طور پر سیشن کورٹ کو بھیجی جایا کرے۔ کمیشن نے اس قانون کا تفصیلی جائزہ لیا جس کے مطابق وفاقی محتسب مقرر کیا جاتا ہے یہ بات زیرِ غور آئی کہ اس عہدے کو زیادہ مؤثر بنایا جائے تاکہ عوام کے مسائل حل ہوں یہ سب کچھ پہلے دن کی کارروائی میں کیا گیا۔

جنگ کا کوئی امکان نہیں

——— وزیرِ دفاع

وزیرِ دفاع سید غوث علی شاہ نے سکھر میں سکھر ہوائی اڈے کی توسیع کا افتتاح کرتے ہوئے اخبار نویسوں سے کہا کہ اس وقت جنگ کا کوئی خطرہ نہیں ہے اور اگر خدانخواستہ کوئی ایسی بات ہو تو یہ بات ہم سب کو یاد رکھنی چاہیئے کہ پاکستان ہر قسم کے حملے کا جواب دے سکتا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ پاکستان ہمیشہ سے یہ بات کہتا رہا ہے کہ تمام مسائل کو امن کے ماحول میں گفت و شنید کے ذریعے حل کیا جانا چاہیئے۔ انہوں نے کہا کہ بابری مسجد کا انہدام ایک نہایت خوفناک اور خطرناک سانحہ ہے جس نے پاکستان کے لوگوں کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستانیوں کا ردِ عمل خلافِ معمول نہیں تھا۔ جس قوم کو اس قسم کا دھچکا پہنچایا جائے وہ عام طور پر آپے سے باہر ہو جاتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب دونوں ملکوں کے دفاع سیکرٹریوں کی میٹنگ ہوئی تھی تو اس سے ہماری اس خواہش کا بھرپور اظہار ہو گیا تھا کہ ہم تمام مسائل کو امن و امان کی فضاء میں گفت و شنید کے ذریعے حل کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے دفاع کے سیکرٹری سید سلیم عباس گیلانی سے کہا کہ وہ گذشتہ میٹنگ کی تفصیل بتائیں۔ اخباری نمائندوں کو سلیم عباس گیلانی نے بتایا کہ پاکستانی نقطۂ نظر سے ہم ہر وقت ایسی گفت و شنید کے لئے تیار ہیں اور ہماری میٹنگ سیاچین اور سار کریک کے مسائل کے متعلق ہونی چاہیئے۔

پان اور پیک

پان کھانے والا جب پیک پھینکتا ہے تو یہ تھوڑے ہی دیکھتا ہے کہ پیک کہاں گرے گی فرش پر، دیواروں پر گرتی ہی رہتی ہے اور چونکہ اس پیک میں چونا کا بھی اثر ہوتا ہے اس لئے یہ جہاں گرتی ہے وہاں گویا لکا رنگ کر دیتی ہے ویسے تو پیک جہاں نہیں پان کھایا جاتا ہے وہاں نہ کھانے والے اسے اس لئے بری عادت سمجھتے ہیں کہ دیواریں بھی خراب اور فرش بھی خراب اور زیادہ غور کیا جائے تو پان کھانے والے کے دانت بھی خراب لیکن کہتے ہیں کہ تائیوان کی حکومت اس بات سے بڑی پریشان تھی۔ پیک پھینکنے والوں کو آسانی سے روکا بھی نہیں جا سکتا۔ اور پان کھانے والے کے بس کی بھی یہ بات نہیں ہے کہ وہ پیک نہ پھینکے اور خاص طور پر پہلی پیک تو یقیناً پھینکنی ہی پڑتی ہے اس میں چونے کی وجہ سے زہریلا مادہ زیادہ ہوتا ہے اور اسے نگلا نہیں جا سکتا۔ اور اگر نگل ہی لیا جائے تو نقصان کا باعث ہوتا ہے چنانچہ وہاں پان پھینکنے والوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ جسے بھی پان بیچیں اسے ایک پلاسٹک کی تھیلی دیں تاکہ وہ ادھر ادھر پیک پھینکنے کی بجائے اس تھیلی میں پیک پھینکے ایک شخص جو تائیوان کا رہنے والا ہے تین سال سے اس بات پر تجربہ کر رہا ہے کہ چونے کے اثر کو پان میں کم کر دیا جائے پیک پھینکنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے۔ نگل لی جائے۔ اور نقصان کوئی نہ ہو حتیٰ کہ اسے اتنا بے ضرر بنا دیا جائے کہ عام طور پر جو یہ کہا جاتا ہے کہ اس سے کینسر کا خطرہ پیدا ہو سکتا ہے وہ بھی رک جائے۔ اب وہ کہتا ہے کہ اس تجربے میں وہ کامیاب ہو گیا ہے۔ اور اس نے اپنے اس تجربے کے نتیجے کو مارکیٹ میں لانا شروع کر دیا ہے وہ کہتا ہے کہ صحت پر برا اثر نہیں پڑے گا اور دیواریں بھی گندی نہیں ہوں گی۔ چنانچہ اس نے تائیوان میں ۱۱۰۰ پان بیچنے والوں کے پاس اپنا یہ نسخہ تقسیم کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ وہاں تقریباً ۲۵ لاکھ افراد ایسے ہیں جو پان کھاتے ہیں ۲۵ لاکھ افراد کی پیکیں اگر دیواروں اور فرشوں پر پڑنے سے بچالی جائیں۔ تو یقیناً ہر جگہ صاف نظر آئے گی۔ کیا ایسا دوسرے ممالک میں بھی ممکن ہے اوروں کو تو جانے دیجئے پاکستان ہی کے متعلق سوچئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبار بین کے قلم سے

صحافتی دیانت

"یہ ہے وہ لفظ جو شرمندۂ معنی نہ ہوا"

مولانا محمد علی جوہر نے اپنے دور کی صحافت پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ "لوگوں کو وہ اخبار پسند ہیں جن کا اصول صحافت یہ ہے کہ "ایک پیسہ لوں گا ایک گالی دوں گا۔" جن کی آمدنی کا ذریعہ گندے اشتہارات ہیں جن کے پڑھنے سے ہی نہیں بلکہ چھاپنے سے بھی بہتوں کا بھلا ہوتا ہے۔

مولانا مرحوم نے نہایت دلکش انداز میں اپنے زمانے کے اخبارات پر تبصرہ کر دیا اور اگرچہ ان کی لطیف تلمیح اسی زمانے کے اخبارات سے متعلق تھی لیکن ان کے قول کی صداقت ہماری موجودہ صحافت کی بھی منہ بولتی تصویر ہے۔ ہمارے خطۂ ارض میں اخبار نویسی کا آغاز ہوئے ایک صدی گزرنے کو آئی اور اردو صحافت میں خاصی ترقی ہوئی لیکن بد قسمتی سے اخبار نویسی کا معیار بلند نہیں ہو سکا۔ اور صحافتی اخلاق کا کوئی ضابطہ قابل عمل نہیں سمجھا گیا۔

صرف واجبی شُد بُد ۔ ہمارے ملک میں کئی اعلیٰ درجے کے اخبار اور رسالے موجود ہیں۔ بلند پایہ اخبار نویسوں کی بھی کمی نہیں لیکن انصاف کی بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں جن لوگوں کے ہاتھ میں صحافت کی باگ ڈور ہے ان میں اکثر ایسے ہیں جو سیاست، اقتصادیات۔ تاریخ اور ادب میں واجبی شُد بُد رکھتے ہیں۔ انہوں نے بعض خاص خاص اخباری اصطلاحات یاد کر رکھی ہیں جنہیں وہ بے جا استعمال کر کے اپنے اخبارات کا پیٹ بھرتے ہیں اور لوگوں کو مرعوب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اخبار کے اداریوں کا ایک خاص انداز ہے اظہار مطلب کے لئے خاص خاص فقرے اور جملے موجود ہیں۔ جنہیں ایک دوسرے سے جوڑ کر اچھا خاصا لیڈنگ آرٹیکل تیار کر لیا جاتا ہے اور لطف یہ ہے کہ سارا اداریہ پڑھنے کے بعد قاری کے پلے کچھ نہیں پڑتا کہ فاضل مدیر کیا کہنا چاہتے ہیں ۔۔۔ ادھر فاضل مدیر الفاظ کی طوطا مینا بنا بنا کر یہ سمجھ لیتے ہیں کہ انہوں نے سیاسیات عالم کا رخ بدل کر رکھ دیا ہے۔

افسوس اس امر کا ہے ۔ اس سے یہ مطلب نہیں کہ ہمارے ہاں ایسے اخبار نویسوں کا قحط ہے جو کسی ملکی یا بین الاقوامی مسئلہ پر اپنے مافی الضمیر کا اظہار نہیں کر سکتے یا اپنے اخبار کی پالیسی بیان نہیں کر سکتے بلکہ افسوس اس امر کا ہے کہ

ہمارے اخبارات کے مالکوں کے سیاسی اور تجارتی مفاد" کچھ اس طرح بعض مخصوص حلقوں کے ساتھ وابستہ ہو چکے ہیں کہ ان کے "ملازم ایڈیٹروں" کے لئے بیباک اور دیانتدارانہ اظہار خیال کی گنجائش ہی نہیں رہی۔

وہ ایک طرف عوام کو مطمئن کرنا چاہتے ہیں اور اسی دوران میں اس بات کا بھی اہتمام کر لیتے ہیں کہ ان کے آقایان ولی نعمت کی جبیں پر کوئی شکن نہ پڑنے پائے۔ جب صورت یہ ہو تو آزادی صحافت" کی کیا حقیقت باقی رہ جاتی ہے۔

ہمارے جو مٹھی بھر معزز اخبارات حکومت کے حامی ہیں یا اس کی پالیسیوں کی تائید پر مجبور ہیں وہ ہر بات اسی نقطۂ نظر سے کرتے ہیں لیکن بعض مسائل ایسے بھی ہیں جن پر ان اخبارات کی تائید و حمایت پر عوام ناراض ہوتے ہیں اس وقت یہ اخبارات صحافتی دیانت سے تو کام نہیں لیتے مگر پُرشکوہ الفاظ اور پیچ در پیچ فقرات کا سہارا لے کر گزارہ کرنے پر مجبور ہوتے ہیں کیوں کہ اگر وہ کھل کر عوام کی ترجمانی کریں تو وہ مالی منفعتیں ختم ہو جاتی ہیں جو حکومت سے حاصل ہوتی ہیں۔ اور اگر کھل کر حکومت کے ہر اقدام کی تائید کریں تو عوام اخبار نہیں خریدتے

اداریوں کا اندازہ ۔ مثال کے طور پر اگر ان اخبارات کو ایسی حالت میں غذائی صورت حال پر بحث کرنی پڑ جائے تو ان کا اسلوب نگارش کچھ اس قسم کا ہو گا۔

"اس وقت ملک جس خطرناک غذائی بحران سے گزر رہا ہے اس کا اندازہ عوام کی موجودہ بے چینی سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے ہم نے کچھ عرصہ پہلے حکام متعلقہ کو متنبہ کیا تھا کہ اگر غذائی بحران نے خطرناک صورتحال اختیار کر لی تو عوام مضطرب ہو کر اشتراکیت کی طرف مائل ہو جائیں گے۔ اشتراکی ایجنٹ اس قسم کے مواقع کی تلاش میں رہتے ہیں۔ اور ان کی شروع ہی سے کوشش ہے کہ اسلامی حکومت کو بدنام کیا جائے اور اسلامی حکومت کے خلاف عوام کے دلوں میں وسوسے، شکوک اور شبہات پیدا کر کے انہیں اس مقصد جلیل سے ہٹا دیا جائے گا۔۔۔ مسلمان بھوکا رہ سکتا ہے لیکن اشتراکیت کے دام فریب میں نہیں آ سکتا ۔۔۔"

ایک اور ۔ ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ کس خوبی کے ساتھ ایک مسئلہ کو آنکھوں سے اوجھل کر کے آپ کے سامنے ایک دوسرا مسئلہ کھڑا کر دیا گیا ہے۔ چند لمحوں کے لئے تو اچھے خاصے پڑھے لکھے اخبار بین بھی اپنی بھوک بھول بھال کر اشتراکیت کے خطرے کی روک تھام کے لئے فکر مند ہو جائیں گے۔ اسی طرح اگر ہمارے "ان تنخواہ دار" فاضل مدیران کو دستوری سفارشات پر تبصرے کی حاجت ہو تو ان کا انداز تحریر کچھ اس طرح کا ہو گا۔

"اگرچہ ہم نے ابھی تک ۔ دستوری سفارشات کا بہ نظر غائر مطالعہ نہیں کیا تاہم پاکستان کے آئین سازوں کو غیر مبہم الفاظ میں بتا دینا چاہتے ہیں کہ عدلیہ کو بہر حال انتظامیہ سے علیحدہ رکھنا چاہیئے۔ تاکہ عدل و انصاف کے تقاضے بوجہ احسن پورے ہوتے رہیں ۔۔۔ ہم عدلیہ کی ترتیب و تشکیل کی پیچیدگیوں میں جانے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے کیونکہ ہمارا اپنا تجربہ ہے کہ عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ رکھ کر ہی عدل جہانگیری کا مفہوم ادا کیا جا سکتا ہے۔ پاکستان کی مجلس آئین ساز کو وقت کی اس اہم ضرورت کو پورا کرنا چاہیئے ۔۔"

مزاحیہ اور فکاہیہ کالم ۔ یہ تو اخبارات کے اداریوں کے متعلق ایک عام تبصرہ تھا در اصل اداریہ لکھنا ایک فن ہے جس سے ہماری روزانہ صحافت کے علمبرداروں کی غالب اکثریت الا ماشاء اللہ بے بہرہ نہیں تو بے نیاز ضرور ہے۔

مزاحیہ اور فکاہی کالم اخبار کی جان ہوتے ہیں۔ لوگ سنجیدہ مضامین سے ہٹ کر کچھ فکاہات اور مطائبات، اشارات یا حرف و حکایت کا لطف اٹھانا چاہتے ہیں۔ عبدالمجید سالک اور چراغ حسن حسرت اس تعلیم کے شہنشاہ تھے۔ ان کا مطالعہ وسیع اور علمی پس منظر ٹھوس تھا لیکن اب یہ کالم بھی رسوا ہو کر رہ گئے ہیں۔

"مزاح کا انداز بازاری اور طنز کا اسلوب گھٹیا ہو کر رہ گیا ہے۔ بلکہ یہ کالم پڑھ کر اب تو ہنسنے کی بجائے رونے کو جی چاہتا ہے کبھی اپنی قسمت پر اور کبھی مزاح نگار کے مبلغ علم پر"

جب تک یہ کالم اساتذہ کے ہاتھوں میں رہے ان کا وقار قائم رہا قہقہے بھی بلند ہوتے رہے اور چہچہے بھی۔ اور کچھ نہیں تو کم از کم پڑھنے والوں کے ہونٹوں پر تبسم کی ایک لہر تو ضرور دوڑ جاتی تھی۔ لیکن جب سے یہ کالم عطائیوں کے ہاتھوں میں آئے ہیں سارا مزہ کرکرا ہو کر رہ گیا ہے۔ اگر اخبارات اپنے لئے کامل آزادی کا مطالبہ کرتے ہیں تو کیا عوام اس مطالبہ میں حق بجانب نہیں کہ ہماری صحافت معقول اور باصلاحیت ہاتھوں میں ہونی چاہیئے۔ صحافت کو تجارت کا مترادف قرار دے کر ہر جاہل سرمایہ دار کو یہ حق نہیں دیا جا سکتا کہ وہ اپنے تجارتی اور مالی مفاد کے حصول کے لئے قوم کی ترجمانی کا ٹھیکیدار بن جائے۔ اور اپنے مخصوص مصالح کی بنا پر قوم کو گمراہ کرے اور محض اپنے ذاتی مستقبل کو دنیاوی اعتبار سے روشن کرنے کی غرض سے مفاد پرستوں اور موقع باز قیادتوں کا دم بھرتا رہے ۔۔ اب وقت آگیا ہے کہ عوام ان ٹھیکیداروں کا محاسبہ کریں اور چند اغراض کے بندوں کو قوم کے نام پر تجارت اور سودہ بازی نہ کرنے دیں۔

"تاکہ صحافت اور دکانداری میں تمیز ہو سکے"

(ہفت روزہ لاہور ۱۲ دسمبر ۱۹۹۲ء سے ماخوذ)

خورشید احمد

ایک چھوٹی سی بات

کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ ۔ واقعات تو بہت ہیں مگر اپنی کمزوری اور بے بسی کو مد نظر رکھ کر صرف ایک واقعہ عرض کرتا ہوں۔ گر مناسب ہو تو مضمون کو درست کر کے اخبار میں شائع کر دیں۔

سال تو یاد نہیں جب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی ریل گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہوا میں چناب ایکسپریس پر سوار ہوا۔ اسی ڈبہ میں بہت سے غیراز جماعت تھے چوہدری صاحب کو بدستور گالیاں دیتے رہے۔ گاڑی میں جو بھی مسافر آئے میں اسکو بٹھالوں جو اترنا چاہے اسے اتار دوں ۔ ایک نوجوان ڈاکٹر بھی تھا ساتھ کے ڈبے میں برف لینے گیا اور ہر جگہ سے ناکام واپس آیا برف والے سے میں نے نفسیات کو مد نظر رکھتے ہوئے باتیں کیں۔ جب فیصل ٹاؤن آیا ڈاکٹر صاحب کے چھ سات نگ تھے میں نے وہ بھی اتار دیئے اس نے اصرار کیا رات میرے پاس ٹھہرو ہماری ٹیکسٹائل مل ہے میں صبح موٹر پر آپ کو چھوڑ آؤں گا میں نے کہا یہ میری چیزیں میرے بچوں کے لئے ہیں وہ مجھے نہ پا کر پریشان ہوں گے وہ سمجھتا تھا کہ میں نے سرگودھا جانا ہے میں نے اسکو بتایا کہ میرا گھر دارالصدر غربی ربوہ میں ہے۔ وہ تو میرے پاؤں پڑ گیا اسی طرح ایک مولوی صاحب بھی ساتھ تھے۔ انہوں نے بھی میرے گلے لگ کر میرا بوسہ لیا اور کہا کہ آپ نے تو قرون اولیٰ والے لوگوں کا اخلاق دکھایا ہے اور اتنی گالیاں کھا کر خدمت خلق کرتے رہے

"عجز کے ذکر میں میں نے بتایا تھا کہ اس کا برعکس یعنی تکبر بھی غور کے لائق ہے کیونکہ بسا اوقات انسان اپنے آپ کو عاجز سمجھ رہا ہوتا ہے لیکن اس میں تکبر کا ایک پہاڑ چھپا ہوا ہوتا ہے۔ لوگ اس محاورے سے تو واقف ہیں کہ اپنی آنکھ کا شہتیر تو دکھائی نہیں دیتا دوسرے کی آنکھ کا تنکا دکھائی دیتا ہے۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ تکبر پر اس سے بڑھ کر مثال صادق آتی ہے۔ تکبر اگر پہاڑ کی شکل میں بھی انسان میں موجود ہو تو بسا اوقات اس سے مخفی رہ جاتا ہے۔ متکبر کو ہر دوسری چیز دکھائی دے رہی ہوتی ہے۔ اپنا تکبر دکھائی نہیں دیتا"

(ارشاد حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واقفینِ نو

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام واقفین نو کو صحت و تندرستی کیساتھ لمبی عمر عطا فرمائے اور وہ بڑے ہو کر خود اپنے آپ کو وقف کیلئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

جو دوست وقف نو میں شامل اپنے بچوں کی تصاویر الفضل میں شائع کرانا چاہتے ہیں۔ ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ پاسپورٹ سائز بلیک اینڈ وائٹ اور صاف تصاویر بھجوائیں۔ یاد رہے کہ رنگین فوٹو ہو تو اخبار میں تصویر واضح نہیں آتی۔

(ادارہ)

حارث عبداللہ مہار ابن غالب احمد مہار
لاہور

ابوبکر بلال ابن چوہدری منیر احمد ناصر
گوجرانوالہ

طاہر سلیم ابن شفقت سلیم
گوجرانوالہ

یاسر اقبال ابن محمد اقبال
گوجرانوالہ

مبرور احمد ابن محمد صدیق
گوجرانوالہ

عبدالسلام ابن خالد احمد
گوجرانوالہ

مطلوب احمد ابن مقصود احمد تنویر
گوجرانوالہ

نعمان طارق ابن طارق مسعود رضا
گوجرانوالہ

ذکی ریاض ابن ریاض احمد
گوجرانوالہ

عارف احمد ابن فضل احمد
گوجرانوالہ

ابوبکر محسن ابن ڈاکٹر ناصر احمد ساجد
گوجرانوالہ

مبشر احمد ابن علی اکبر
گوجرانوالہ

لقمان قمر ابن منور احمد ناصر
گوجرانوالہ

سعید عالم ابن حمید عالم
گوجرانوالہ

بقیہ: صد ۴

کا خانہ رکھ دیا جائے تو اس سے تمام اقلیتیں ملک کے دوسرے درجے کی شہری بن جائیں گی۔ ملک کے تمام ذی فہم لوگ چاہے وہ حکومت میں حصہ دار ہوں یا حکومت سے باہر ہوں اقلیتوں خاص طور پر عیسائی برادری کے اس حکم کے خلاف احتجاج میں ان کے ساتھ ہیں۔

آج پہلی دفعہ اقلیتوں نے عالمی برادری سے اس معاملے میں مدد کے لئے اپیل کی ہے جس سے پاکستان دنیا کے سامنے ایک اور مجرمانہ کردار میں پیش کیا جا رہا ہے جیسے اس سے پہلے پاکستان پر منشیات، مارشل لاء کے طویل وقفے، اغوا اور غنڈہ گردی کے الزامات کافی نہ ہوں۔

عجیب بات یہ ہے کہ اس دنیا بھر میں پاکستان کی ہونے والی مذمت کے لئے بعض گورنمنٹ کے وزیر اور اکثر پاکستانی ملّا اسی جماعت کو ذمہ دار گردان رہے ہیں جس نے کبھی اس معاملے میں ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ چپ چاپ ظلم سہتے رہنا جس کی پالیسی معلوم ہوتی ہے۔ اور جو صرف اس امید میں ہے کہ ان لوگوں کی بھڑکائی ہوئی آگ کبھی نہ کبھی ان ہی کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب واقعی یہ آگ پھیل رہی ہے اور ذکریوں کو جلاتے کے لئے تیار ہے اور شیعہ بھی اس کی گرمی کو محسوس کرنے لگے ہیں۔

قائدِ اعظم کی وہ پختہ یقین دہانی کہ تم چاہے کسی مذہب فرقہ یا عقیدہ سے تعلق رکھو۔ حکومت کو اس سے کوئی غرض نہ ہوگی۔ دراصل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس معاہدے سے اخذ کی گئی تھی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میثاقِ مدینہ میں مدینہ کے یہودیوں اور عیسائیوں سے کیا تھا۔

میثاق مدینہ کا تاریخی معاہدہ جس کو قائدِ اعظم نے یوم آزادی پر دوبارہ بیان کیا تھا۔ وہی ایک ایسی پختہ بنیاد ہے جس پر کسی ایسی حکومت کو چلایا جا سکتا ہے جو اسلامی اور جمہوری کہلاتے کی خواہش مند ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ: ۱۲ جنوری۔ دھوپ نکلی ہوئی ہے۔

○ اقوام متحدہ کے ایک نمائندے نے بتایا ہے کہ گذشتہ روز ۲۰۰ عراقی فوجی کویت میں گھس گئے اور انہوں نے اسلحہ لوٹ لیا۔ اس اسلحہ میں چار زمین سے زمین تک مار کرنے والے میزائل بھی موجود تھے۔

○ مخدوم طالب المولیٰ جو پاکستان پیپلز پارٹی کے بنیادی رکن تھے لمبی بیماری کے بعد کراچی میں وفات پا گئے۔

○ بمبئی میں ہندو مسلمان فسادات ایک دفعہ پھر زور پکڑ گئے ہیں۔ بابری مسجد کے انہدام کے بعد سے لے کر اب تک وہاں سینکڑوں افراد موت کے گھاٹ اتارے جا چکے ہیں۔ مکانوں اور دکانوں کو آگ لگائی گئی ہے اور سامان لوٹنے کے بھی بہت سے واقعات ہوئے ہیں۔

○ یورپین کمیونٹی کے کمیشن برائے پاکستان نے کہا ہے کہ یورپین کمیونٹی چاہتی ہے کہ ہر ممکن طریق پر پاکستان کی اقتصادی مدد کرے۔

○ ڈاکار (سینیگال) میں ہونے والی تنظیم اسلامی کانفرنس نے مطالبہ کیا ہے کہ اقوام متحدہ بوسنیا میں فوجی کارروائی کر کے وہاں کے باشندوں کی مشکلات کو حل کرے۔

○ کوالالمپور میں بتایا گیا ہے کہ وزیر اعظم مہاتیر محمد نے اس ارادے کا اظہار کیا ہے کہ وہ مقامی سربراہوں کو جنہیں بادشاہ بھی کہا جاتا ہے اور جنہیں قانونی طور پر بہت سی آزادیاں حاصل ہیں ان قانونی آزادیوں کو ختم کر دیں گے۔

○ صدر فیڈل راموس نے کہا ہے کہ فلپائن ہمیشہ اقوام متحدہ کی اس بات میں حمایت کرتا رہے گا کہ وہ مختلف ممالک میں امن قائم کرنے کے لئے فوج بھیجے جیسا کہ ہمارے قارئین جانتے ہیں اقوام متحدہ مختلف ممالک کے فوجی افسروں کو لے کر ایسے بریگیڈ تیار کرتا ہے جو مختلف جگہوں پر بھیجے جاتے ہیں۔ حال ہی میں پاکستان نے بھی اقوام متحدہ کے کہنے پر صومالیہ کے لئے اپنے بعض فوجی بھیجے ہیں۔

○ بتایا گیا ہے کہ گذشتہ دو روز میں صدر نے وزیر اعظم، چیئرمین جائنٹ چیف آف سٹاف کمیٹی، گورنر سرحد اور دوسری اہم شخصیات سے بات چیت کر کے نئے آرمی چیف کے تقرر کے سلسلے میں صلاح مشورے مکمل کر لئے ہیں۔

○ واشنگٹن پوسٹ نے بتایا ہے کہ امریکہ نے پاکستان کے نئے ایف۔۱۶ طیارے اور پاکستان نے ایک امریکی فریگیٹ روک رکھا ہے۔ اس کی لیز جولائی ۱۹۹۱ء میں ختم ہو گئی تھی۔ گویا کہ امریکہ اور پاکستان نے ایک دوسرے کا فوجی سازوسامان "یرغمال بنا لیا ہے"

○ بھارت میں پاکستان کے سفیر نے بھارتی وزیر خارجہ کی سرگرمیوں کی رپورٹ وزیر اعظم کو پیش کر دی ہے۔ وزیر اعظم کی زیر صدارت ایک اجلاس میں پاک بھارت سفارتی جنگ کا جائزہ لیا گیا۔

○ میو ہسپتال میں ہڑتالی ملازمین پر لاٹھی چارج کیا گیا اور کہا جاتا ہے کہ پولیس گھروں میں گھس گئی۔ اور چار سو افراد کو گرفتار کر لیا۔ گرفتار ہونے والوں میں ۱۷۵ خواتین بھی شامل ہیں۔ مزید بتایا گیا ہے کہ پولیس تشدد سے عورتوں کے کپڑے پھٹ گئے۔

○ روسی وزیر خارجہ نے کہا ہے کہ اب بھی دنیا میں دو سپر طاقتیں ہیں۔ کیونکہ ہمارے پاس ضرورت سے زیادہ ایٹمی ہتھیار ہیں۔

○ ہندوستان نے پاکستان سے کہا ہے کہ وہ اپنے سفارت کاروں کی تعداد کو کم کرے۔ پریس ٹرسٹ آف انڈیا نے کہا کہ نئی دہلی میں ہائی کمیشن سے کہا گیا ہے کہ وہ ۱۵۰ کے عملے کو کم کر کے ایک مہینہ کے اندر اندر اس کی تعداد ۱۱۰ کر دے۔

○ بتایا گیا ہے کہ اسلام آباد میں ایک فلائی اوور بنانے کے لئے فاروقیہ مہریہ مسجد کو گرانا پڑے گا۔ چنانچہ اس سلسلے میں متعدد مقامی مذہبی جماعتوں نے احتجاج شروع کر رکھا ہے۔ ان مذہبی جماعتوں کے لیڈروں نے حکومت کے اس فیصلے کی مذمت کی ہے کہ فلائی اوور کے لئے مسجد کو گرایا جائے۔

○ واپڈا نے کہا تھا کہ پنجاب کے صوبہ میں نہروں کی بھل صفائی کی وجہ سے بجلی کی لوڈ شیڈنگ کی ضرورت پیش آ رہی ہے لیکن پنجاب کی حکومت نے بتایا ہے کہ ان دونوں باتوں کا آپس میں کوئی تعلق نہیں۔

○ ایران کے کمرشل کونسلر نے کہا ہے کہ وسطی ایشیائی ریاستوں میں پاکستان اور ایران کو مل کر بعض تجارتی سکیمیں جاری کرنی چاہئیں۔ مقصد یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ پاکستان اور ایران الگ الگ کام کریں اور اس طرح بلا ضرورت مقابلے کی روح پیدا ہو زیادہ بہتر یہ ہے کہ دونوں مل کر تجارتی امور کے متعلق آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔

○ قومی اسمبلی کے سپیکر گوہر ایوب نے کہا ہے کہ آئین کے آرٹیکل ۸۷، ۲ کے تحت حکومت کو صومالیہ میں فوج بھیجنے کے فیصلہ سمیت تمام پالیسی بیانات اسمبلی میں دینا چاہئیں۔

○ اسرائیل کے وزیر اعظم رابین نے کہا ہے کہ اگر فلسطینیوں کی واپسی کے لئے دباؤ ڈالا گیا تو امن مذاکرات متاثر ہونے کا امکان ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ اسرائیل کسی طرح کا دباؤ قبول نہیں کرے گا۔ اور امریکہ کو چاہئے کہ ہمارا دفاع کرے۔

○ بتایا گیا ہے کہ روس نے بھارت اور پاکستان کے ایٹمی پروگراموں کے متعلق جملہ معلومات امریکہ کے حوالے کر دی ہیں۔ شام ایران عراق کے بارے میں بھی معلومات فراہم کر دی گئی ہیں۔

HOMEO COURSES ہومیو پیتھک کورسز

INTERNATIONAL NAME	قیمت	اردو نام
ASTHMA COURSE	۶۵/-	دمہ کورس
BODY BUILDING COURSE	۱۰۰/-	باڈی بلڈنگ کورس
DIABETES COURSE	۸۰/-	شوگر کورس
DWARFISHNESS COURSE	۱۰۰/-	چھوٹا قد کورس
EYESIGHT COURSE	۸۵/-	کمزوری نظر کورس
HYPERTENTION COURSE	۱۸۰/-	ہائی بلڈ پریشر کورس
KIDNEY STONE COURSE	۱۸۵/-	پتھری گردہ کورس
LEUCODERMA COURSE	۱۰۰/-	پھلبہری کورس
MYOPIA COURSE	۸۵/-	کمزوری نظر دور کورس
OBESITY COURSE	۷۵/-	موٹاپا کورس
PILES COURSE	۴۵/-	بواسیر کورس
STERILITY COURSE	۱۰۰/-	بانجھ پن کورس
T. B. COURSE	۵۰/-	تپدق کورس

ان کے علاوہ ۷۶ کیورٹیو ہومیو پیتھک کورسز کا رسالہ ۲ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر براہ راست منگوا سکتے ہیں

سٹاکسٹ: کراچی صدر: صدر میڈیکل سٹور بالمقابل ایمپریس مارکیٹ۔ کنری: بلال میڈیکل سٹور۔ ملتان: ہومیو ڈاکٹر الطاف حسین۔ صدر بازار۔ فیصل آباد: کریم میڈیکل ہال گول امین پور بازار۔ لاہور: شیراز میڈیکل سٹور بوہڑ والا چوک، کیورٹیو سٹور۔ اچھرہ شاپنگ سنٹر بالمقابل پوسٹ آفس۔ گوجرانوالہ: حافظ ہومیو پیتھک سٹور سیالکوٹ روڈ اور ہیڈ برج۔ سیالکوٹ: ڈان ڈرگ ہاؤس۔ ریلوے روڈ۔ منڈی بہاؤالدین: اسراری دواخانہ کمیٹی بازار۔ حویلیاں: ہومیو ڈاکٹر عبدالرشید تسلیم ڈاکخانہ روڈ حویلیاں۔ واہ کینٹ: طیب ہومیو پیتھک کلینک۔ انوار چوک بہاولپور: طارق ہومیو میڈیسن کمپنی شاہدرہ بہاولپور۔ میاں چنوں: محمد رفیق ہومیو سٹور نشتر روڈ۔ کوئٹہ: ہومیو ڈاکٹر منیر الحسن۔ غلام نبی روڈ۔ پشاور: الشفاء ہومیو سٹور سکندر پورہ۔ شعیب کارپوریشن کیمسٹ ہسپتال روڈ۔ شیخوپورہ: لاثانی میڈیکل سٹور سرگودھا روڈ۔ ساہیوال: ڈاکٹر قیصر محمود۔ میاں ہسپتال ہائی سٹریٹ۔ راولپنڈی: جرمن ہومیو لیبارٹریز۔ بوہڑ بازار۔

کیورٹیو میڈیسن کمپنی (ڈاکٹر راجہ ہومیو) رجسٹرڈ۔ ربوہ پاکستان فون ۷۷۱/۶۰۶

پتہ